Al-Qawārīr - Vol: 02, Issue: 02,
Jan – March 2021

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

تعلیمی اداروں میں صنفی ہراسانی اور خواتین
سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

Gender Harassment in Educational Institutions and Women An analytical study in the perspective of Sira al-Nabi

Komal Shehzadi*
M.Phil Scholar, Riphah International University, Faislabad Campus, Faisalabad

Amina Noor**
Research Scholar, Dept. of SSPE, University of the Punjab, Lahore.

Version of Record
Received: 20-Sep-20 **Accepted**: 20-Oct-20
Online/Print: 20-March-2021

ABSTRACT

In the whole world, sexual harassment against women is on the surge. It has more than one type. In Pakistan, harassment cases against women are seen in educational institutes as well. Due to it, family, community, and cities are afflicted. In developed countries, most of the cases are reported however, in a developing country like Pakistan, many of the cases are not even reported. Reporting such cases in Pakistan is no less than getting mentally raped after the physical assault. An ostensible view of Pakistan tells that students who are not subjected to sexual assault are less than two or three percent. Obviously, teachers and other faculty are found guilty of it. Teachers are considered as a most important facet of society and if they are involved in such heinous crime, the destruction of society is inevitable. The journey to attain higher education and study in Universities, the fear of deteriorated reputation in case of reporting sexual harassment, and its after-effects weave a net that pushes women to either bear it or commit suicide as she completely fails to cope with the pressure. In many examples of sexual assault, every possible toil was done by the family to curb the issue. The affected students hesitate in the attainment of their rights due to bad reputation and social pressure attached to it. Important thing is to consider the issue with utmost seriousness and amend the laws in the constitution along with spreading awareness in public. If it's not done now, in near future, formidable consequences will be seen which is neither lucrative for society nor

our moral values. That is why there should be a legal solution to such matters. The guilty should be prosecuted. In this paper, the facts will be presented related to it along with the analysis of social, economical, and mental issues in the light of the teachings of the Prophet.

***Key words**: Sexual harassment, Females, Gender discrimination, Educational institutes.*

معاشرتی زندگی کے مختلف دائروں میں کام کرنے والی خواتین کو مردوں کی طرف سے صنفی ہراسانی کا نشانہ بنایا جانا دور جدید کا ایک اہم سماجی مسئلہ ہے اور ہمارے ہاں بھی وقتاً فوقتاً یہ بحث موضوع گفتگو بنتی رہتی ہے۔ اس مسئلے کے کئی پہلو ہیں جن میں سے ہر پہلو مستقل تجزیے کا متقاضی ہے۔ اس کا تعلق انسان کی جنسی جبلت سے بھی ہے، انفرادی اخلاقیات سے بھی، مرد وزن کے اختلاط کے ضمن میں سماجی روایت سے بھی، جدید معاشی نظم سے بھی اور قانون و ریاست کی ذمہ داریوں سے بھی۔ موضوع کی رعایت رکھتے ہوئے تعلیمی اداروں میں صنفی ہراسانی اور اس کے حوالے سے کی جانے والی قانون سازی کو بیان کیا جائے گا اور اس حوالے سے سیرت النبی سے راہنما اصولوں کو بھی پیش کیا جائے گا۔

پس منظر

صنفی طور پر ہراساں کرنا، چاہے کام کی جگہ ہو یا تعلیمی ادارہ یا گلی سڑک کا مقام ہو، یہ مسئلہ اب بہت حد تک بڑھ چکا ہے۔ اس مسئلے کی وسیع نوعیت کے باوجود، اب بھی کافی غلط فہمیوں کے ساتھ ساتھ اس بارے میں بھی اختلاف رائے موجود ہے کہ آیا خواتین کو خاص حالات میں ہراساں کیا جا رہا ہے یا پھر انہیں فطری طرز عمل میں صنفی طور پر ہراساں کیا جا رہا ہے۔ اس عمل سے متاثرہ خاتون کو شدید خطرے، رسوائی، عدم تحفظ اور بے سہارا ہونے کا احساس ہو سکتا ہے، اور اس سے کارکردگی، اطمینان اور عزم میں کمی یا خلل پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کی ایک شدید ترین صورت تعلیمی اداروں میں صنفی ہراسانی کا پایا جانا ہے۔ اس کی مختلف اقسام ہیں جن کا ذکر آنے والی سطور میں کای جائے گا۔ اس تحقیق کے لئے مجموعی طور پر **6** مختلف تعلیمی اداروں سے **400** خواتین طالبات کو منتخب کیا گیا جن کا تعلق مختلف سطح کے تعلیمی ادارے سے تھا اور ان کی رضامندی کے ساتھ انہیں آن لائن سوالنامہ فراہم کیا گیا۔ سروے سے حاصل شدہ معلومات اور جواب دہندگان کی شناخت خفیہ رکھی گئی ہے۔ یہ سروے **3** اپریل **2020** سے **9** ستمبر **2020** تک کیا گیا ہے۔ سروے کا نتیجہ آرٹیکل کے آخر میں درج کیا گیا ہے۔

صنفی ہراسانی کی تعریف

صنفی بنیادوں پر ہراساں کرنا جنسی امتیاز کی ایک اور شکل ہے۔ اس طرح کی ہراسانی میں واضح جنسی سلوک شامل نہیں ہے، لیکن اس میں مرد یا خواتین کے حوالے سے پراگندہ سوچ، مکروہ عمل اور منفی دقیانوسی تصورات شامل ہیں، اس عمل میں متاثرہ فرد کو اس کی صنف کی بنیاد پر مختلف انداز میں ہراساں کیا جاتا ہے۔ عربی میں اسے "**التحرش الجنسی**" کہا جاتا ہے [1]

یہ ایک بدنما، غیر عوامی حرکت ہوتی ہے جسے عورت کی موجودگی میں اس کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اس کے ارتکاب سے اس کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ [2]

"إيذاء الإنسان على المستوى النفسي والجسدي من خلال العلاقات الجنسية أو الكلمات الجنسية ويكون بعدم إرادة الإنسان أو بإرادته تحت الضغط كالحالة بين الطالبة وأستاذها أو بين الموظفة ورئيسها"[3]

"کسی انسان کو جنسی تعلقات یا جنسی گفتگو / کلمات کے ذریعے نفسیاتی اور جسمانی طور پر نقصان پہنچانا، اور ایسا اس اس شخص کی مرضی یا ارادے کے بغیر کرنا یا پھر ارادے کے ساتھ دباؤ کی حالت میں انجام دینا۔ جیسا کہ طالبہ اور اس کے استاد کے درمیان ہوتا ہے، یا ملازمہ اور اس کے نگران کے درمیان ہوتا ہے۔"

ہراسمنٹ کے معنی متشدّدانہ دباؤ، غیر معمولی طور پر اپنے سے نیچا دکھانا، متعصبانہ رویّے، غیر مہذب جسمانی حرکات، جنسی دعوت دینے والے پوشیدہ لین دین، زبانی کلامی و جسمانی حرکات سے کسی کی عزت، غیرت اور حمیت کا تقاضا کرنا کسی بھی ناجائز مہربانی کے عوض کسی کو نیچا دکھانا وغیرہ ہیں[4]

صنفی ہراسانی سے مراد ملازمت یا رشتے داری یا کسی اور وجہ سے جس سے کہ کسی فرد کو دوسرے شخص پر بالادستی حاصل ہو، یوں ناجائز طور جنسی معاملوں میں پریشان کرے، تکلیف پہنچائے یا غیر رضاکارانہ طور پر اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کی کوشش کرے۔ حالانکہ جنسی ہراسانی کے واقعات دفاتر، اسکول، کالج، ہاسٹل، یتیم خانوں، بیواؤں کے لیے خصوصی رہائشوں، حتی کہ گھروں وغیرہ پر بھی سامنے آئے ہیں، مگر ہراسانی کے سب سے زیادہ معاملے کام کی جگہ پر دیکھنے میں آئے ہیں۔ ان واقعات کی شکار کئی خواتین ہو چکی ہیں اور آج بھی ہو رہی ہیں حالانکہ قوانین، عدالتی فیصلے اور خود ان واقعات کے رونما ہونے سے روکنے کے لیے کئی ادارہ جاتی کوششیں کی گئی ہیں۔[5]

> Sexual Harassment consists of the sexualization of an instrumental relationship through the introduction or imposition of sexist or sexual remarks, requests, or requirements, in the context of a formal power differential. Harassment can also occur where no such formal power differential exists, if the behavior is unwanted by, or offensive to the women. Instances of harassment can be classified into the following general categories: gender harassment, seductive behavior, solicitation of sexual activity by promise or reward or threat of punishment, and sexual imposition or assault.[6]

ایک اور تعریف کے مطابق

> Gender harassment is by far the most common type of sexual harassment. It refers to "a broad range of verbal and nonverbal behaviors not aimed at sexual cooperation but that convey insulting, hostile, and degrading attitudes about" members of one gender.[7]

> "صنفی طور پر ہراساں کرنا جنسی طور پر ہراساں کرنے کی سب سے عام قسم ہے۔ اس سے مراد زبانی اور غیر زبانی روایتی طرز عمل کو ظاہر کرنا ہے جس کا مقصد جنسی تعاون نہیں ہے بلکہ اس سے ایک جنس کے ممبروں کے بارے میں توہین آمیز، مخاصمانہ اور فرسودہ رویوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔"

اوپر بیان کی گئی تعریفات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ صنفی ہراسانی کا تعلق جنسی ہراسانی سے بھی ہے یہ ضرور ہے کہ ان میں انجام دیئے جانے والے افعال میں فرق ہوتا ہے لیکن مشترکہ نکتہ یہ ہے کہ اس میں نقصان سراسر متاثرہ فریق کا ہی ہوتا ہے۔ ہم مقالے میں دونوں اقسام کو ساتھ لے کر چلنے کی کوشش کریں گے تاکہ موضوع کا زیادہ سے زیادہ احاطہ کیا جاسکے۔

صنفی ہراسانی کادائرہ کار اور مختلف صورتیں

صنفی ہراسانی کا مطلب اکثر اوقات محض یہ لیا جاتا ہے کہ کسی عورت کو جسمانی طور پر چھوا گیا ہے، اسے جسمانی نقصان پہنچانے یا زور زبردستی کرنے کی کی کوشش کی جائے تب ہی وہ 'صنفی ہراسانی' ہے لیکن حقیقت اس کے بر عکس بڑی سادہ اور آسان ہے۔ خواتین کو راہ چلتے اس لیے چھیڑا جاتا ہے کہ وہ خواتین ہیں۔ خواتین کے جسم، کپڑوں، چال پر جملے کسنا، انہیں گھورنا، فون پر بغیر دعوت یا اجازت کے پیغامات بھیجنا، خواتین کے کردار پر قیاس آرائیاں کرنا، خاتون کو گزرتے ہوئے چھونے کی غلط اور نامناسب کوشش کرنا اور زبردستی خاتون کو چھو لینے تک سب 'صنفی ہراسانی' میں شامل ہیں۔

اس لحاظ سے صنفی ہراسانی کی ممکنہ صورتیں درج ذیل ہو سکتی ہیں :

- صنف کو لے کر نامناسب تبصرے کرنا۔
- غیر ضروری طور پر خواتین کو چھونے کی کوشش کرنا۔
- عورتوں بارے گندے/فحش مذاق، فقرے اور طنز
- جنسی افواہیں پھیلانا
- ناپسندیدہ جنسی تحریریں
- جنسی تعلق قائم کرنے کے لئے شادی کی پیشکش
- جنسی تصاویر یا خاکے وغیرہ بنانا' اس نیت سے کہ کوئی بدنام ہو
- ناپسندیدہ جنسی پیغامات لکھنا جس میں الیکٹرونک پیغامات بھی شامل ہیں (ای میل، ایس ایم ایس، واٹس ایپ وغیرہ)
- تعلق قائم کرنے کے لئے دباؤ ڈالنا' ملنے پر مجبور کرنا وغیرہ۔[8]

تعلیمی اداروں میں خواتین کو ہراساں کرنے کی صورتیں

تعلیمی اداروں میں ملازمت کرنے والی خواتین اور تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی اکثریت کسی نہ کسی صورت میں صنفی ہراسانی کا شکار ہوتی ہے۔ تعلیمی اداروں میں صنفی ہراسانی کے زیادہ تر واقعات کا شکار طالبات ہوتی ہیں جنہیں ساتھی طلبہ، اساتذہ، غیر تدریسی عملہ

یا تعلیمی اداروں کے داخلی دروازوں پر موجود افراد کے ہاتھوں مختلف نوعیت کی صنفی ہراسانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لیکن ان میں سے زیادہ تر خواتین صنفی ہراسانی کے قوانین سے ناواقفیت، بدنامی کے خوف یا معاشرتی دباوکے باعث ہراساں کرنے والوں کے خلاف کاروائی سے گریز کرتی ہیں۔ صنفی ہراسانی کا شکار ہونے والی طالبات میں سے اکثر کے لئے یہ تجربہ خوف، شرمندگی اور احساس جرم کا باعث بنتا ہے۔ ان واقعات کا سامنا کرنے والی طلابات کو ان واقعات کے بعد شدید نفسیاتی دباؤ کا سامنا کرناپڑا اور بعض حالات میں تعلیم کا سلسلہ منقطع کرنے یا تعلیمی ادارہ تبدیل کرنے کا فیصلہ کرناپڑا۔ اپنے ہم جماعت طلبہ کے ایک گروہ کی جانب سے صنفی ہراسانی کا سامنا کرنے والی، نجی کالج کی ایک طالبہ نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا، " میرے لئے کالج جانا اور پڑھنا تقریباً ناممکن ہو چکا تھا، ایسے لگتا تھا جیسے سارے کیمپس کے پاس اس کے سوا کوئی اور موضوع نہیں۔ جنسی ہراسانی کا شکار ہونے والے افراد کو مختلف نفسیاتی اور سماجی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سر گنگارام ہسپتال کی کلینکل سائیکالوجسٹ ڈاکٹر مرت گل کے مطابق صنفی ہراسانی کا شکار خواتین ذہنی دباو، تناؤ، کم خوابی، بے سکونی اور اعتماد کی کمی کا شکار ہو سکتی ہیں۔ صنفی ہراسانی کا شکار خواتین ہراسانی کے واقعات دوسروں کو بتانے میں دقت محسوس کرتی ہیں جس کے باعث انہیں خود پر اعتماد نہیں رہتا اور اگر یہ سلسلہ زیادہ دیر تک چلتا رہے تو نفسیاتی اور جسمانی عوارض بھی لاحق ہو سکتے ہیں۔

تعلیمی اداروں میں خواتین کو ہراساں کرنے کے چند حالیہ واقعات

خواتین کو جنسی ہراساں کرنے کی خبریں اکثر و بیشتر مین اسٹریم میڈیا اور سوشل میڈیا کی زینت بنتی رہتی ہیں۔ دیکھا جائے تو جنسی ہراسانی کے واقعات محض ہالی یا بالی ووڈ تک محدود نہیں، دنیا کے ہر ملک، ہر شہر اور ہر قصبے میں ایسے واقعات معمول کی بات ہے، اگر زہریلی مردانگی کو سائیڈ پر رکھ کر اپنے معاشرے کا بغور جائزہ لیں تو حقیقت سامنے آجائے گی۔ ہمیں واضح طور پر نظر آئے گا کہ چاہے پانچ سالہ بچی ہو یا نوجوان لڑکی، یا پھر عمر رسیدہ خواتین ہی کیوں نہ ہوں، ہمارے معاشرے میں مردوں کی نظریں ان پر ٹکی ہوتی ہیں، ہر گھڑی موقعے کے منتظر گندے لوگ موقع ملتے ہی اپنے وحشی پن اور درندگی کا مظاہرہ کر بیٹھتے ہیں۔ یقین نا آئے تو روزانہ کے اخبارات اٹھا کے دیکھیے، معلوم ہو جائے گا کہ اس قسم کے واقعات کتنی بڑی تعداد میں ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں تعلیمی ادارے ہوں یا پبلک اور پرائیوٹ سیکٹر کے دفاتر، ہر جگہ صنفی ہراسانی پائی جاتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ایسے واقعات رپورٹ نہیں ہوتے۔ موجودہ حالات میں ہمارا نظام تعلیم زوال کی آخری حدوں کو چھو رہا ہے۔ مرد اساتذہ کی طرف سے گریڈز اور نمبروں کے نام پر طالبات کا استحصال ایک کھلی حقیقت ہے جس کا اظہار وقتاً فوقتاً مختلف فورمز پر ہوتا رہتا ہے۔ زیادہ تر واقعات پر طالبات بیچاری خاموشی میں عافیت سمجھتی ہیں ۔

آج کل تعلیمی اداروں میں فیمیل سٹوڈنٹس کو ہراساں کرنے کے واقعات بڑی تعداد میں رپورٹ ہو رہے ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں :

پہلا واقعہ

جون **2020** سوشل میڈیا پر متعدد طلبہ نے تعلیمی اداروں میں جنسی ہراسانی کے واقعات پر آواز اٹھائی۔ اس کی ابتدا لاہور گرامر سکول (ایل جی ایس) سے تعلق رکھنے والی طالبات نے اپنی شکایات سے کی، جس کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے دیگر تعلیمی اداروں کی طالبات نے اپنے

ساتھ پیش آنے والے ہراسانی کے واقعات کی نشاندہی کرنا شروع کر دی۔ان الزامات کو منظر عام پر آئے اب کئی ماہ گزر چکاے ہیں اور جہاں کچھ سکولوں نے سامنے آنے والے الزامات کی بنیاد پر کئی اساتذہ کو برطرف کیا، وہیں پولیس اور حکومت کو اس حوالے سے کوئی تحریری شکایت موصول نہیں ہوئی اور وہ یہ سوال پوچھتے دکھائی دیے کہ سوشل میڈیا پر سامنے آنے والے متاثرین آخر گئے تو گئے کہاں؟[9]

دوسرا واقعہ

لاہور کے ایک نجی تعلیمی ادارے سے منسلک ایک درجن سے زائد طالبات نے اپنے استاد پر سوشل میڈیا کے ذریعے صنفی ہراسانی کے الزامات عائد کیے، ان کا کہنا تھا کہ انہیں استاد کی جانب سے قابل اعتراض پیغامات بھیجے گئے ہیں۔مذکورہ استاد کی جانب سے الزامات کو مسترد کیا گیا ہے۔بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق ان میں سے چار طالبات کے بیانات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مبینہ صنفی ہراسانی کی نوعیت یقیناً ہر معاملے میں مختلف ہے مگر طالبات کے بیانات کے بہت سے پہلو ایک دوسرے سے مماثلت رکھتے ہیں۔[10]

کچھ اور واقعات

دو سال قبل کراچی کے ایک معروف سکول میں صنفی ہراسانی کا واقعہ سامنے آیا۔ گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسمٰعیل خان یہاں ایک شعبے کے ڈین رنگے ہاتھوں پکڑے گئے، صنفی ہراسانی کے واقعات میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے اساتذہ کا شرمناک کردار بھی میڈیا کی زینت بنا۔[11]

صنفی ہراسانی کے محرکات

صنفی ہراسانی کے واقعات کی کئی ساری وجوہات ہیں۔جس میں سے مردانہ برتری اور طاقت کا اظہار ہے، جس کے سبب خواتین پر مختلف اقسام کے مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔دوسری جانب صنفی امتیاز، عورتوں کو کم تر سمجھ کر محض سہولت کار اور تلذذ انگیز چیز کے طور پر استعمال کرکے جینے کا حق بھی چھین لیا گیا ہے۔سماج میں اختیارات کی تقسیم میں عورت کی کم تر نمائندگی سمیت بہت سے اسباب ہیں۔ پدری سری نظام میں عورت کو کم تر سماجی حیثیت قبول کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں صنفی ہراسانی کا سد باب

تعلیمی اداروں میں صنفی ہراسانی کے واقعات کی بڑی وجوہ میں مردانہ برتری اور طاقت کا اظہار، صنفی امتیاز، عورتوں کو کم تر اور محض جنسی وجود سمجھنا اور اختیارات کی تقسیم میں عورت کی کم تر نمائندگی کو صنفی ہراسانی کی وجہ قرار دیا جاتا ہے۔پدری اقدار کی وجہ سے عورت کم تر سماجی حیثیت قبول کرنے پر مجبور ہے، اسی وجہ سے کہ اسے ایک Sex Object اور کم تر صنف تصور کیا جاتا ہے جس پر مرد اپنی حاکمیت اور طاقت کا اظہار صنفی ہراسانی کے ذریعہ کرتے ہیں۔" تعلیمی اداروں میں لباس یا عورت کے رویہ کو صنفی ہراسانی کی وجہ سمجھنا غلط ہے۔اس کی اصل وجہ مردانہ برتری کا تصور ہے۔

قانونی ماہرین نے صنفی ہراسانی کے واقعات کے حل کے لئے قانون کے نفاذ اور شعور و آگہی کو پھیلانے پر زور دیا ہے۔ خواتین کے خلاف جرائم سے متعلق ایک رپورٹ کے مطابق فرسودہ عدالتی نظام، انصاف تک رسائی میں رکاوٹ، شہادت کے نامناسب قانون اور ان قوانین سے ناواقفیت کی وجہ سے صنفی ہراسانی کا شکار خواتین کو انصاف کی فراہمی ممکن نہیں ہوتی۔

پہلے کوئی بھی خاتون ہراسمنٹ پر بات نہیں کرتی تھی مگر میڈیا، سوشل میڈیا، حکومت و این جی اوز کی وجہ سے لوگوں کو آگاہی ملی ہے اور اب خواتین اس پر بات کرتی ہیں۔ شریعت میں اسی لئے ساتر لباس پر زور دیا گیا ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ جب حضرت آدمؑ و حواؑ جنت سے نکالے گئے اور جنت کا لباس ان کے جسم سے اتر گیا تو وہ اپنے جسم کو ڈھکنے لگے؛ حالانکہ وہاں ان دونوں حضرات کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا، اس سے معلوم ہوا کہ برہنگی فطرت انسانی کے خلاف ہے، اور ستر پوشی انسان کی فطرت میں داخل ہے، لباس کا مقصد ہی یہی ہے کہ وہ جسم کے چھپانے کے لائق حصوں کو چھپا کر رکھے۔ عورتوں کی طرف مردوں کا میلان عورتوں کا عیب نہیں ہے؛ بلکہ یہ وہ غیر معمولی کشش ہے، جو اللہ تعالی نے ان کے اندر رکھی ہے، مردوں میں ایسی کشش نہیں رکھی گئی ہے؛ اس لئے عورتوں کا لباس زیادہ ڈھکا چھپا اور محتاط ہونا چاہئے؛ تاکہ وہ آوارہ طبیعت مردوں کے شرور سے محفوظ رہ سکیں، جو لوگ عورتوں کے لئے ساتر لباس کی بات کرتے ہیں، وہی ان کے حقیقی خیر خواہ ہیں، اور جو لوگ عورتوں کی عریانیت کی وکالت کرتے ہیں، وہ حقیقت میں عورتوں کے دشمن ہیں، اور چاہتے ہیں کہ عورتیں مردوں کا کھلونا اور ان کی ہوس کی تکمیل کا ذریعہ بنتی رہیں۔

اسلام میں عورت کا احترام

دین اسلام وہ واحد دین ہے۔ جس نے عورت کو احترام کی اقدار بخشی ہے۔ اسلام نے خواتین کو باعزت مقام ہی نہیں دیا بلکہ اس کی عزت کا بھی درس دیا۔ لیکن ہمارے موجودہ معاشرے میں صنفی ہراسانی کے واقعات کا جائزہ لیا جائے تو اس کے پیچھے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی سامنے آتی ہے کہ ہمارے ہاں عورت کی عزت کا درس نہیں دیا جاتا۔ حقیقت یہی ہے کہ اض کے معاشرے میں عورت کو مردوں نے کبھی جائز مقام دیا ہی نہیں ورنہ ہمارے معاشرے میں ''عورت پاؤں کی جوتی ہے'' جیسے محاورے وجود میں نہ آتے۔ ہمارے معاشرے کی 80 فی صد گالیوں میں عورتوں کا ذکر ہے، اگر ہم عورت کو قابل احترام گردانتے تو شاید ایسا نہ کرتے۔ خواتین کا احترام کم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے ہاں بنیادی اخلاقیات کی تعلیم کا فقدان ہے نیز ہمارے ہاں چونکہ اخلاق اور شرافت کو پروان ہی نہیں چڑھنے دیا گیا، اس لئے ہماری سوسائٹی میں عورت کی عزت کرنے کا درس نہیں دیا گیا۔ ایک سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ پاکستانی معاشرے میں بدقسمتی سے جنس کی تعلیم کو فحاشی کا نام دے کر رد کیا جاتا ہے جو آگے چل کر جنسی تعصب کی بڑی وجہ بنتی ہے۔ یہ سوچنے کی بات ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ جہاں ہم نے عورت کو دبانا ہوتا ہے وہاں ہم مذہب کو لے آتے ہیں اور مذہب کی دوسری تعلیمات کو بھول جاتے ہیں۔ یہ سارے وہ عوامل ہیں جن کی بنیاد پر خواتین کی عزت کا تصور ذہن سے نکل جاتا ہے اور تعلیمی اداروں جیسے مقامات پر بھی صنفی ہراسانی کے واقعات پیش آتے ہیں۔

پردہ کا حکم

اسلام آزادانہ اختلاط مرد وزن کو پسند نہیں کرتا اور اس کے سارے راستوں کو بند کر دینے کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ مردوں کو جہاں حکم دیتا ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں وہیں عورتوں کو بھی اپنے بناؤ سنگھار کو صرف محرم مردوں کے سامنے ہی ظاہر کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّـهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾[12]

اے نبیؐ، مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ اُن کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اُس سے باخبر رہتا ہے

اس آیت کریمہ میں حکم ہوتا ہے کہ جن چیزوں کا دیکھنا میں نے حرام کر دیا ہے ان پر نگاہیں نہ ڈالو۔ حرام چیزوں سے آنکھیں نیچی کر لو اگر بالفرض نظر پڑ جائے تو بھی دوبارہ یا نظر بھر کر نہ دیکھو۔ اگر کوئی نظر پر کنٹرول کرنے کے قابل ہو گیا تو سب برائیوں پر کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ نظر کی حفاظت کا حکم، شرمگاہوں کی حفاظت کے حکم سے پہلے آیا ہے، اس لیے کہ بد نظری سے پرہیز بہت سی اخلاقی برائیوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّـهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾[13]

"اور آپ مومن عورتوں سے فرما دیں کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش و زیبائش کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے (اسی حصہ) کے جو اس میں سے خود ظاہر ہوتا ہے اور وہ اپنے سروں پر اوڑھے ہوئے دوپٹے (اور چادریں) اپنے گریبانوں اور سینوں پر (بھی) ڈالے رہا کریں اور وہ اپنے بناؤ سنگھار کو (کسی پر) ظاہر نہ کیا کریں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ دادا یا اپنے شوہروں کے باپ دادا کے یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی (ہم مذہب، مسلمان) عورتوں یا اپنی مملوکہ باندیوں کے یا مردوں میں سے وہ خدمت گار جو خواہش و شہوت سے خالی ہوں یا وہ بچے جو (کم سِنی کے باعث ابھی) عورتوں کی پردہ والی چیزوں سے آگاہ نہیں ہوئے (یہ بھی مستثنیٰ ہیں) اور نہ (چلتے ہوئے) اپنے پاؤں (زمین پر اس طرح)

مارا کریں کہ (پیروں کی جھنکار سے) ان کا وہ سنگھار معلوم ہو جائے جسے وہ (حکم شریعت سے) پوشیدہ کئے ہوئے ہیں، اور تم سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرواے مومنو! تاکہ تم (ان احکام پر عمل پیرا ہو کر) فلاح پا جاؤ۔"

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے صنفی زیادتی کے لیے لباس ایک اہم وجہ ہے، اگر خواتین سورہ النور کی مندرجہ بالا آیات پر عمل کریں تو وہ اس قسم کے صنفی و جنسی جرائم اور استحصال سے محفوظ رہیں گی۔ کیونکہ یہیں سے بدکاری کی شروعات ہوتی ہے۔ عورتوں کو راستے کے کنارے چلنے اور خوشبو کا استعمال نہ کرنے کی تاکید اسی لیے کی گئی ہے تاکہ مرد اُن کی جانب متوجہ نہ ہوں۔ اس طرح اسلام نے اُن تمام راستوں کو بند کر رکھ دیا ہے جن کے ذریعے بدکاری اور زنا کا معمولی سا بھی امکان ہو۔ اور "ولا تقربوا الزنا" کی تلقین کی۔ گھر میں رہنے اور گھر کے باہر کسی کو آواز دینے کے آداب بھی بتا دیئے۔ محرم اور غیر محرم کی فہرست بھی بتا دی گئی، اور اس طرح سے زنا کی جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی۔ قریبی رشتہ داروں کے ذریعے سے زنا بالجبر کے واقعات NCRB\'s کی ۲۰۱۲ء کی رپورٹ کے مطابق ۹۸ء فیصد ہیں۔ اگر گھروں میں محرم اور غیر محرم کا آزادانہ اختلاط ختم کر دیا جائے تو یہ فیصد صفر تک آ سکتا ہے۔

اخلاقی تعلیم کا علمی اور عملی اطلاق

عصری تعلیمی اداروں میں ابتدا سے لے کر دسویں جماعت تک اخلاقی تعلیم کو لازمی جزو بنایا جائے، اور اس میں کامیابی کو امتحان میں کامیابی کے لئے ضروری تسلیم کیا جائے، اخلاقیات کی تعلیم اور اخلاقی تربیت سے محرومی کا نتیجہ ہے کہ ہمارا ملک ایک طرف تعلیم میں آگے بڑھ رہا ہے، لیکن دوسری طرف جرائم کی کثرت کے اعتبار سے ہمارا ملک بدنام بھی ہے۔ اسی لئے شریعت میں بچوں کی تربیت کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی باپ اپنے بیٹے کو بہتر تربیت سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں دیتا:

((مانحل والد ولداً من نحل أفضل من أدب حسن))[14]

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ کوئی شخص اپنے بیٹے کی تربیت کرے، یہ ایک صاع یعنی تقریباً پونے چار کلو گیہوں صدقہ کرنے سے بڑھ کر ہے:

((لأن يؤدب الرجل ولده خير من أن يتصدق بصاع))[15]

حدیث میں اگرچہ تربیت کی ذمہ داری والدین پر رکھی گئی ہے؛ لیکن موجودہ تعلیمی نظام کے تحت اسکول اور اساتذہ ہی والدین کا کردار ادا رکرتے ہیں؛ کیوں کہ ۲۴ء گھنٹوں میں سے زیادہ تر وقت اسکول ہی کی فضا میں گزرتا ہے؛ اس لئے ایک طرف والدین کو گھروں میں بچوں کی تربیت کرنی چاہئے اور ان کے اوقات پر نظر رکھنی چاہئے کہ ان کا وقت کہاں گزرتا ہے، وہ کن لوگوں کی صحبت میں رہتا ہے، اور کن لوگوں کے یہاں اس کی آمد و رفت ہے؟ دوسری طرف اسکول میں اساتذہ اخلاقی مضامین پڑھائیں اور اسے بچوں کے ذہن میں بٹھائیں، تو یہ دو طرفہ تربیت ان شاء اللہ ہمارے بچوں اور نوجوانوں کو بگڑنے سے بھی بچائے گی اور خواتین کی عزت و حرمے کے حوالے سے آگہی میں اضافہ ہو گا۔

تعلیمی اداروں اور معاشرے میں منشیات کا سد باب

عصمت و عفت پر حملہ کا مسئلہ منشیات سے جڑا ہوا ہے؛ کیوں کہ نشہ میں مبتلا لوگ بے قابو ہو جاتے ہیں اور ماحول کی پرواہ کئے بغیر مجرمانہ حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں، نشہ صرف ایک برائی نہیں ہے؛ بلکہ بہت سی برائیوں کی جڑ بھی ہے؛اسی لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ام الخبائث کا نام دیا ہے[16] کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے کی جو عمر ہوتی ہیں، یہ کچی اور ناپختہ عمر ہوتی ہے، بد قسمتی سے تعلیمی اداروں میں منشیات کی رسائی بہت بڑھ گئی ہے، اور اس کی وجہ سے تعلیمی مراکز میں جرائم کی شرح بھی بڑھتی جارہی ہے، تعلیم کی وجہ سے جرائم کو کم ہونا چاہئے؛ لیکن نتیجہ اس کے برعکس سامنے آرہاہے، دستور پاکستان اور تعزیرات پاکستان کے مطابق نشہ کرنا جرم ہے چہ جائیکہ تعلیمی اداروں میں نشہ کرنا۔اس لئے ایسے ماحول میں خواتین کے لئے ماحول کا محفوظ ہونا ممکن نہیں یہی وجہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں صنفی ہراسانی کا سبب یہ بھی ہے۔

نکاح میں جلدی

صنفی ہراسانی کی روک تھام کے لئے ایک کوشش یہ کی جاسکتی ہے کہ معاشرے میں جلد شادی کے رجحان کو فروغ دیا جائے۔حکومت نے نکاح کی جو کم ترین عمر مقرر کی ہے اس پر عمل کرتے ہوئے نکاح کی ترغیب اور عمل ہونا چاہئے۔اسلام نے اگرچہ نابالغی میں نکاح کی ترغیب نہیں دی ہے؛ لیکن اس کی گنجائش رکھی ہے؛ لیکن بالغ ہونے کے بعد تو نکاح میں عجلت کا حکم دیا گیا ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے جس کے اندر بیوی کی ضروریات پوری کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو اسے نکاح کرلینا چاہئے؛ کیوں کہ نکاح انسان کو بدنگاہی اور زنا سے بچاتا ہے: ((فانه أغض للبصر وأحسن للفرج))17

پاکستان میں خواتین کی صنفی ہراسانی کی روک تھام کے لئے قوانین اور تعلیمی اداروں کی صورت حال

پاکستان میں ایک قانون ’’کام کی جگہ پر خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ ایکٹ، 2010‘‘ نافذ کیا گیا ہے۔یہ پہلا موقع تھا جب قانون سازی کے ذریعے ملک میں جنسی طور پر ہراساں کیے جانے کی تعریف کی گئی ہے۔اس قانون سے پہلے سرکاری، نجی یا کام کے مقامات پر ہراساں کرنے کی کوئی واضح تعریف موجود نہیں تھی۔حکومت پاکستان نے نہ صرف کام کی جگہ پر جنسی طور پر ہراساں ہونے سے بچنے کے لئے ایک خصوصی قانون نافذ کیا بلکہ اس کے تحت تعزیرات پاکستان کی دفعہ 509 میں بھی ترمیم کی گئی۔اس میں ہراساں کرنے کی واضح وضاحت کی گئی ہے، جس میں کام کی جگہ پر ہراساں کرنا بھی شامل ہے۔اس قانون کے تحت مجرم کو ایک سے تین سال تک کی سزا یا 5لاکھ روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں ایک ساتھ ہو سکتی ہیں۔یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ جب بھی آپ کو جنسی ہراسانی کا سامنا کرنا پڑے تو آپ ان اقدامات پر عمل کریں۔[18]

معیاری ترقیاتی اہداف کے حصول کے سلسلے میں پاکستان ایک کامیاب کاروباری ملک کے طور پر اپنا کردار ادا کرتے ہوئے خواتین کے خلاف تشدد اور ہراساں کرنے کے معاملات کو سنجیدگی سے لیتا رہا ہے۔ اسمبلیوں کے ذریعہ گذشتہ برسوں میں خواتین کو ہر طرح کے تشدد اور ہراساں کرنے سے بچانے کے لئے بل اور قوانین منظور کیے گئے ہیں۔ ان قوانین میں سے کچھ یہ ہیں:

1. The Acid Control and Acid Crime Prevention Act, 2011
2. Prevention of Anti-Women Practices Act, 2011
3. Criminal Law (Amendment) (Offense of Rape) Act 2016
4. Criminal Law (Amendment) (Offences in the name or pretext of Honour) Act, 2016
5. Prevention of Electronic Crimes Act, 2016
6. Punjab Women Protection Authority Act, 2017
7. Punjab Protection of Women against Violence Act, 2016
8. Punjab Muslim Family Laws (Amendment) Act, 2015
9. Punjab Family Courts (Amendment) Act, 2015
10. Punjab Marriage Restraint (Amendment) Act, 2015
11. Punjab Partition of Immovable Property (Amendment) Act, 2015
12. The Punjab Land Revenue (Amendment) Act 2015
13. Punjab Fair Representation of Women Act, 2014
14. The Punjab Protection against Harassment of Women at the Workplace (Amendment) Act, 2012[19]

لیکن ان قوانین کے باوجود ملک میں خواتین کے حوالے سے ظلم و ستم اور امن و سلامتی کی مخدوش صورتحال میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ حالیہ کچھ دنوں میں ہونے والے واقعات اس کی گواہی دے رہے ہیں۔ نجی اسکولز سے لے کر اعلی تعلیمی اداروں میں صنفی ہراسانی کے واقعات میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ اور خواتین قوانین یا قانون نافذ کرنے والے اداروں سے پوری طرح مدد نہیں لے رہی ہیں۔ ہمارے معاشرے میں جب بھی کوئی عورت صنفی و جنسی ہراسانی کی شکایت کرتی ہے اسے فوراً نفرت آمیز رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے عورت ہزار بار سوچتی ہے کہ وہ یہ بات کہے یا نہ کہے۔ اس میں اکثر خاصا وقت بھی لگ جاتا ہے۔

یہاں صرف ایک قانون کی مثال دی جائے گی۔

جنسی ہراسانی کے انسداد کا خصوصی قانون 2010 میں منظوری کے بعد نافذ کیا گیا تھا جس کے تحت "جنسی ترغیبات، جنسی پیش قدمی، جنسی استدعا اور جنسی تذلیل کی تمام ناپسندیدہ صورتیں خواہ وہ تحریری، زبانی یا جسمانی نوعیت کی ہوں قابل تعزیر جرم" قرار دی گئی ہیں۔ اس قانون کی موجودگی اور نفاذ کے باوجود تعلیمی اداروں میں جنسی ہراسانی واقعات پر شکایت درج کرانے اور سزا دینے کے واقعات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جنسی ہراسانی کی روک تھام کے لئے کام کرنے والی سماجی تنظیم آشا کے مطابق اس کی ایک اہم وجہ معاشرتی دباؤ اور معاشرے کی پدری اقدار ہیں۔

صنفی ہراسانی کے واقعات کی رپورٹس کے فوائد و نقصانات

تعلیمی اداروں میں صنفی ہراسانی کے واقعات کی رپورٹس اور ان کے خلاف آواز بلند کرنے کے فوائد و نقصانات درج ذیل ہیں۔

۱۔صنفی ہراسانی جیسے حادثات سے تحفظ کے مواقع فراہم ہوں گے۔

۲۔صنفی امتیازات سے جڑے دیگر مسائل کی تشخیص بآسانی کی جاسکے گی۔

۳۔صنفی ہراسانی سے حفاظت کے لیے کس قسم کے اقدامات کیے جائیں اس پر غور و فکر کرنے کے مزید مواقع دستیاب ہوں گے۔

۴۔صنفی ہراسانی کی عملی روک تھام کی مناسبت سے کوئی لائحۂ عمل تیار کرنا۔

۵۔دوسری عام خواتین کے اندر اپنے مسائل پیش کرنے کی ہمت پیدا ہونا۔

۶۔تعلیمی اداروں کی طالبات و خواتین اساتذہ کو صنفی ہراسانی کے واقعات سے تحفظ بہم پہنچانا۔

۷۔حفاظت کے احساس سے کام میں ذہنی طور پر شریک ہونا۔

نقصانات:

۱۔خواتین کے تعلیمی رجحان میں کمی ہونا۔

۲۔مردوں کا صنفی ہراسانی کی شکایت کے خوف سے خواتین سے بے رخی برتنا۔

۳۔خواتین کا اپنے کسی ذاتی مفاد کی وجہ سے بے جاالزامات کے لیے صنفی ہراسانی کے الزام کا سہارا لینا۔

۴۔صنف نازک ہونے کی وجہ سے کچھ مواقع پر مردوں کی رقیق القلبی اور حاصل ہونے والی ہمدردی میں کمی واقع ہونا۔

پاکستان میں صنفی ہراسانی سے متعلق قانون سازی

پاکستانی قانون میں موجود مختلف شقوں اور دفعات کے تحت خواتین سے معمولی بدتمیزی یا چھیڑ خوانی پر زیادہ سے زیادہ تین ماہ سزا ہوتی ہے جبکہ 2010 میں خواتین کو ہراساں کرنے کی خصوصی قانون سازی کے تحت 509 کی دفعہ کا اضافہ کیا گیا، جس کے تحت خواتین کو ہراساں کرنے، چھیڑ چھاڑ اور آوازیں کسنے کے جرم کو سنگین قرار دے کر تین سال کی سزا اور 5 لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا تجویز کی گئی، لیکن پولیس اہلکاروں کی لاعلمی یا کوتاہی کے باعث ایسی دفعات ایف آئی آرز میں درج نہیں ہوسکتیں، جس کا نقصان یہ ہے کہ ان جرائم میں ملوث ملزمان باآسانی قانون کے شکنجے سے بچ جاتے ہیں۔

509 کی ترمیمی شق صنفی ہراسانی کے خلاف قانون سازی ایک اہم پیش رفت ہیں۔ لیکن 509 کی ترامیم کے بعد اگر اس قانون پر عمل کیا جاتا یا آگاہی دی جاتی تو صنفی امتیاز و ہراسانی سے متعلق کئی مسائل کا خاتمہ یا ان میں کمی ممکن تھی۔ 509 کے تحت خواتین راستے میں آتے جاتے کہیں بھی کسی بھی قسم کے جنسی استحصال، اشارہ بازی، جملہ بازی، چھیڑ چھاڑ، گھورنا، تاڑم تاڑی، ٹھوکے وغیرہ وغیرہ کی شکایت درج کرواسکتی ہے جس پر کئی سال تک کی سزا 3 لاکھ تک جرمانہ یا دونوں سزائیں بھی دی جاسکتی ہیں۔[20]

اسمبلیوں کے ذریعہ گذشتہ برسوں میں خواتین کو ہر طرح کے تشدد اور ہراسانی سے بچانے کے لئے بل اور قوانین منظور کیے گئے ہیں۔ ان قوانین میں سے کچھ یہ ہیں:

1. The Acid Control and Acid Crime Prevention Act, 2011
2. Prevention of Anti-Women Practices Act, 2011
3. Criminal Law (Amendment) (Offense of Rape) Act 2016
4. Criminal Law (Amendment) (Offences in the name or pretext of Honour) Act, 2016
5. Prevention of Electronic Crimes Act, 2016
6. Punjab Women Protection Authority Act, 2017
7. Punjab Protection of Women against Violence Act, 2016
8. Punjab Muslim Family Laws (Amendment) Act, 2015
9. Punjab Family Courts (Amendment) Act, 2015
10. Punjab Marriage Restraint (Amendment) Act, 2015
11. Punjab Partition of Immovable Property (Amendment) Act, 2015
12. The Punjab Land Revenue (Amendment) Act 2015
13. Punjab Fair Representation of Women Act, 2014
14. 14.The Punjab Protection against Harassment of Women at the Workplace (Amendment) Act, 2012[21]

دوسری جانب خیبر پختونخواہ کی صوبائی محتسب رخشندہ ناز کہتی ہیں کہ صوبے میں موجود ہراسانی کے قوانین کے مطابق تمام سرکاری، نجی ادارے، جامعات محکموں کے اندر ہی ہراسانی سے متعلق انکوائری کمیٹیاں بنانا لازم ہیں۔ اس ضمن میں اب تک صوبائی محتسب کی جانب سے سات سو نوٹسسز بھجوائے گئے ہیں، جن میں سے صرف 243 کمیٹیاں ہی بنائی جا سکیں، جن میں 185 سرکاری جبکہ 58 غیر سرکاری اداروں میں بنی ہیں۔[22]

ایچ ای سی نے تعلیمی اداروں میں صنفی ہراسانی سے متعلق اپنی مینوئل بک جاری کی ہے جس میں اس مسئلے کے حل کے لئے راہنما ہدایات بھی جاری کی ہیں۔

ہچ ای سی کی جانب سے بنائی گئی اس پالیسی کا اطلاق کیمپس میں موجود اساتذہ، طلبہ اور ملازمین پر ہوتا ہے۔ اس پالیسی کے مطابق اعلیٰ تعلیمی اداروں میں ایک فوکل پرسن اور ایک انکوائری کمیٹی بننا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ شکایت کنندہ فوکل پرسن یا براہ راست کمیٹی کے کسی رکن سے رابطہ کرکے اپنی شکایت پہنچا سکتا ہے۔ پالیسی کے مطابق مجوزہ کمیٹی میں اسی ادارے کے تین ارکان ہوں گے، جس میں ایک خاتون اور دو مرد اس کا حصہ ہوں گے، جن کا انتخاب وائس چانسلر کرتا ہے۔ کمیٹی کے ارکان کے حوالے سے پالیسی مزید بتاتی ہے کہ کمیٹی کے ارکان اچھے کردار کے مالک، ایماندار اور دونوں جنسوں کے حوالے سے متوازن رائے رکھنے والے ہوں۔ پالیسی میں وائس چانسلر کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ ضرورت کے تحت وہ باہر سے بھی کسی کو انکوائری کمیٹی کا حصہ بنا سکتے ہیں۔ اس پالیسی کی شق نمبر ایک کی دفعہ چھ میں لکھا گیا ہے کہ یہ پالیسی کام کی جگہوں پر خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف بنائے گئے 2010 کے قانون کی دفعات کی روشنی میں بنائی گئی ہے، جو کہ یونیورسٹی سے متعلقہ تمام افراد کو کسی بھی قسم کی جنسی ہراسانی سے تحفظ کو یقینی بناتی ہے۔[23]

اس پالیسی کی رُو سے کسی بھی شکایت کے موصول ہونے کی صورت میں فوکل پرسن یاانکوائری کمیٹی کا کوئی بھی شخص تمام دیگر ارکان کو مطلع کرے گا، جس کے بعد کمیٹی تین دن کے اندر شکایت کی نوعیت کا جائزہ لیتے ہوئے اس پر مزید کارروائی کرے گی۔[24]

دیگر تعلیمی اداروں میں صنفی ہراسانی کے واقعات پر صوبائی وزیر مراد راس کہتے ہیں کہ جب یہ مسئلہ اٹھا تو ہم نے اس سے متعلق فوری اقدامات اٹھائے اور اب ہم اسی سے متعلق قانون سازی کرنے جا رہے ہیں۔ قانون سازی کے مجوزہ مسودے کے بارے میں بات کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ 'وہ شخص جو تعلیمی اداروں میں جنسی ہراسانی میں ملوث پایا جاتا ہے اور اس کے خلاف جرم ثابت ہو جاتا ہے تو اس شخص کے حوالے سے مندرجہ ذیل تجاویز دی گئی ہیں:

- دوبارہ تدریسی عمل کا حصہ بننے کی اجازت نہیں ہو گی۔
- 10 لاکھ تک کا جرمانہ ہو سکتا ہے۔
- جیل بھی بھیجا جا سکتا ہے۔[25]

پنجاب حکومت کے موجودہ صوبائی وزیر تعلیم نے اپنی حکومتی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ''ان واقعات کی روک تھام کے لیے جب تک آپ سخت سزائیں نہیں دیں گے تب تک لوگ نہیں گھبرائیں گے۔''

صوبائی اور وفاقی حکومت کی قانون سازی کی اہمیت اپنی جگہ ہے لیکن یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ میڈیا پر اٹھائے جانے والے کیسز کے بعد فوری ردعمل تو سامنے آ جاتا ہے مگر کسی بھی قسم کی قانون سازی ایسی صورت میں جلد بازی میں کی جاتی ہے۔

فریحہ عزیز کا مزید کہنا تھا کہ 'لوگ قانونی عمل میں پڑنے سے گھبراتے ہیں اور یہ برحق بھی ہے کیونکہ یہ ایک بہت طویل مدتی عمل ہوتا ہے اور سب کے پاس نہ ہی وہ مالی وسائل ہوتے ہیں اور نہ ہی جذباتی طور پر وہ تیار ہوتے ہیں۔'

سخت سزاؤں کے بارے میں فریحہ کا کہنا تھا کہ 'زینب کیس میں بھی سخت سزا تو دے دی گئی مگر اس کے بعد بھی کتنے واقعات سامنے آئے، حکومت اور معاشرہ صرف جذباتی بیانات پر مبنی عمل کی حمایت کرتے ہیں۔'

یہ قوانین اگرچہ اپنی موجود ہیں لیکن ان کے علاوہ بھی دیگر جہات کے حوالے سے قانون سازی کی ضرورت ہے مثلاً تعلیمی اداروں میں سائبر ہراسمنٹ وغیرہ، طلبہ وطالبات کے آپس تعلقات میں پائے جانے والی ہراسانی اور اس قسم کی دیگر تمام اصناف کو بھی آئندہ ہونے والی قانون سازی میں شامل کیا جائے تو مستقبل میں بہت بہتر نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

نتائج

خواتین انسانی معاشرے کا ایک لازمی اور قابل احترام کردار ہیں۔ سلام نے جو عزت اور مقام عورت کو عطا کیا ہے اُس کی مثال نہ تو قومی تاریخ میں ملتی ہے اور نہ ہی دنیا کی مذہبی تاریخ میں۔ اسلام نے صرف عورت کے حقوق ہی نہیں مقرر کئے بلکہ ان کو مردوں کے برابر درجہ دے کر مکمل انسانیت قرار دیا ہے۔ اسلام خواتین کو انسانی زندگی میں کلیدی اہمیت کا درجہ دیتا ہے۔ ہمارا آئین ریاست کو خواتین کے تحفظ اور خواتین کے گھریلو اور سماجی کردار کو متعین کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اس کے لئے ایک سبب تعلیم کا حصول

ہے۔ خواتین کے موجودہ مسائل میں صنفی ہراسانی کی ایک قسم وہ ہے جو تعلیمی اداروں میں ہوتی ہے۔ اس صنفی ہراسانی کے سبب حصول تعلیم میں مشکلات درپیش ہوتی ہیں اور بسا اوقات یہ چیز تعلیمی سفر کے اختتام پذیر ہونے کا سبب بھی بن جاتی ہے۔

اس مقالے کے عنوان سے متعلقہ کئے جانے والے تحقیقی سروے کے نتیجے کے مطابق **400** خواتین طلبہ میں سے **386**، یعنی، 96٪ نے پر شدہ سوالنامے واپس کئے۔ ان میں سے، 65٪ نے ظاہری شکل اور لباس کے حوالے سے صنفی ہراسانی کا نشانہ بنائے جانے کا اقرار کیا۔ ان خواتین کو صنفی ہراسانی کا شکار بنانے میں ساتھی طلباء کی (37٪) اکثریت، اساتذہ کی (32٪) اکثریت، اور اجنبی لوگوں کی (64٪) اکثریت نے ہراساں کیا، ان اجنبی لوگوں میں مریض، حاضرین، ملاقاتی اور راہ گیر شامل تھے۔ اگرچہ تقریباً تمام شرکاء یعنی (98٪) طالبات ہراساں کرنے والوں کو سزا دینے کی خواہاں تھیں، لیکن ان میں سے (78٪) استحصال کے خوف، معاشرتی دباؤ، مزید شرمندگی، منفی نتائج، کیریئر کی راہ میں حائل رکاوٹوں اور خوف کے باعث ان مجرموں کا نام / شناخت ظاہر کرنے سے گریزاں تھیں۔

حواشی، حوالہ جات

1۔ احمد بن فارس، معجم مقاييس اللغۃ، تحقیق: عبد السلام ہارون، ۲/۳۹۔ فیروزآبادی، محمد، القاموس المحیط، مؤسسۃ الرسالۃ، ص: ۵۸۹

2۔ عبدالحمید بدوی، دکتور،، عبدالرزاق بن احمد السنھوری، معجم القانون، ص: ۲۴۰

3۔ ھاشم البحری، دکتور، الاعتداء الصامت علی المراۃ، ص: ۱۴

4- https://www.hilal.gov.pk/urdu-article (retrieved on 2 september at 04:05pm)

5 https://ur.wikipedia.org/wiki/ retrieved on 2 september at 04:05pm)

6 Michele Antoinette Paludi ,Academic and Workplace Sexual Harassment: A Resource Manual ‹Richard B. Barickman p: 7

7 Fitzgerald LF, Gelfand MJ, Drasgow F. Measuring sexual harassment: Theoretical and psychometric advances. Basic and Applied Social Psychology. 1995;17(4):425–445.

8 https://www.workingnowandthen.com/ur(retrieved on 18 september at 09:05pm

9 https://www.bbc.com/urdu/pakistan-53566551 (retrieved on 18 september at 10:00pm)

10 https://www.bbc.com/urdu/pakistan-53566551 (retrieved on 18 september at 10:15pm)

11 https://www.nawaiwaqt.com.pk/09-Jul-2020/1185636 (retrieved on 18 september at 10:35pm

12 النور: ۳۰

13 النور: ۳۱

14 ترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن، دارالفکر، بیروت، حدیث نمبر: ۱۹۵۲

15 ترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۵۱

16 نسائی، احمد بن شعیب، السنن، کتاب الاشربہ، دارالتب العلمیۃ، بیروت، حدیث نمبر: ۵۶۶۷

17 بخاری، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، حدیث نمبر: ۵۰۶۶

18 https://jang.com.pk/news/691214 (retrieved on 18 september at 12:15pm

[19]Punjab Commission on the Status of Women Government of Punjab, Pakistan, https://pcsw.punjab.gov.pk/womens_rights cited on: 28/04/2020

[20]https://www.urduweb.org/mehfil/threads (retrieved on 18 september at 11:05pm)

[21]Punjab Commission on the Status of Women Government of Punjab, Pakistan, https://pcsw.punjab.gov.pk/womens_rights cited on: 28/04/2020

[22]https://www.dw.com/ur/%D8%AE%D9%88%D8%A7%D8%AA%DB%8C%D9%86-%D8%B3%DB%92-%D9%85%D8%AA%D8%B9%D9%84%D9%82-%DB%81% D9%85%D8%A7%D8%B1%DB%92-%D8%B1%D9%88%DB%8C%DB%92-%DA% A9%D8%A8-%D8%A8%D8%AF% D9%84%DB%8C%DA%BA-%DA%AF% DB%92/ a-54495922

[23]https://www.independenturdu.com/node/59321(retrieved on 18 sep 2020 at 8:44pm)

[24]Ibid

[25]https://www.bbc.com/urdu/pakistan-53566551(retrieved on 18 sep 2020 at 8:55pm)